نبیؐ کی ازواج اور بیٹیوں کا مقام

اگر اُمت کے بعض علماء نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ بلند کو اپنی سطح تک ،قرآن کے خلاف ، نیچے اتار لیا ہو؟ اور انہیں (معاذ اللہ) خطا کار مادیت سے ملوث انسان بنا دیا ہو؟ چالیس سال کی عمر تک انہیں وحی ونبوت سے محروم لکھ دیا ہو؟ تو اگر وہ ازواج رسولؐ اور رسولؐ زادیوں کو عام عورتوں کی طرح سمجھ کر اُن سے عام مسلمانوں کا نکاح جائز قرار دے دیں تو آپ کو تعجب کیوں ہے؟ اور جب ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں اُسی قسم کے علماء تمہارے راہنما اور لیڈر ہیں تو سیدزادیوں کے بارے میں ان کا فتویٰ کیوں نہیں مانا جاتا؟ اور سید صاحبان اپنی بیٹیاں شریف قسم کے حجّاموں، قصّابوں اور بزّازوں کو دینے میں کیوں علامہ صاحب کا فتویٰ تسلیم نہیں کرتے؟ یہ کیا بات ہے کہ نماز، روزہ، خمس، زکوٰۃ، حج وجہاد میں تو آپ اُن کا ہر حکم بلا دلیل ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہیں؟ لیکن جب آپ کی اپنی عزت وناموس کا نمبر آتا ہے۔تو آپ کو قرآن وحدیث سے دلیل مانگنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ اللہ کی عزت کے مقابلہ میں آپ کو اپنی عزت زیادہ پیاری ہے۔آپ کو بتایا جاتا ہے کہ ہم اس مسئلہ پر ایک ایسی کتاب لکھ چکے ہیں کہ مسلمان تو ماشاءاللہ صاحبان ایمان ہیں، اس کتاب کو پڑھ کر تو ایک موسٹ ماڈرن کمیونسٹ بھی دل کی گہرائی سے محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وعلیھم کی عظمت میں پوری نوع انسان کی بزرگی تسلیم کرے گا۔آپ نہ اُس کتاب ''اسلام میں جنسی تعلقات'' کے شائع کرنے میں کوئی مدد دینا چاہتے ہیں نہ اس کے شائع ہونے تک انتظار کرنا چاہتے ہیں۔چاہتے ہیں تو بس یہ چاہتے ہیں کہ جوں ہی علامہ ڈھکو کے منہ سے کوئی غلط بات نکلے آپ فوراً ہمارا لکھا ہوا کوئی مضمون یا پمفلٹ اس کے منہ میں ٹھونس کر اُس کا منہ بند کردیں۔آپ کا یہ ارادہ اور مقدس جذبہ قابل صد تحسین ہے۔مگر اس ارادہ اور جذبہ کو آپکے تعاون کے بغیر پورا کرتے چلے جانا ہمارے لئے ناممکن ہے۔دس بیس غریب مومنین پر طاقت سے زیادہ وزن ڈال دینا نہ خدا کو پسند ہے۔نہ حضرت حجۃ علیہ السلام اس سے خوش ہوسکتے ہیں۔ملک میں ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہوشمند غریب مومنین رضی اللہ عنھم موجود ہیں۔اگر یہ محبانِ اہلبیتؑ ایک ایک پائی روزانہ پس انداز کرکے ادارہ کی مدد کریں تو ایک روز میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بنتا ہے۔اور اگر اس پر پابندی سے عمل کرلیا جائے تو ہر ماہ پینتالیس لاکھ روپیہ کی رقم فراہم ہوسکتی ہے۔جس سے ملتِ شیعہ کے پریس اور روزنامے ہفت روزہ اور ماہنامے دنیا میں محمدؐ وآل محمدؐ کا ڈنکا بجا سکتے ہیں۔تمام عربی، فارسی کی کتابوں کے،قرآن کریم، نہج البلاغۃ کے تراجم ساری دنیا کی زبانوں میں گھر گھر پھیلائے جاسکتے ہیں۔دنیا میں محمدؐ وآل محمدؐ کے علوم کی دانش گاہیں اور یونیورسٹیاں برسرِ کار آسکتی ہیں۔ملّتِ شیعہ کے تمام علمائے کرام کو باعزت خدمات پر لگایا جاسکتا ہے۔اور روٹی اور روزی پر یہ تمام مذہبی اختلافات شیطان کے حوالے کئے جاسکتے ہیں۔اور دنیا کی دیگر اقوام کی طرح

آپ بھی روپیہ کو خُرد بُرد سے محفوظ رکھنے کا معصومؑ نظام (FOOL PROOF SYSTEM) قائم کرسکتے ہیں۔ بینکنگ میں آپ ماہر ہیں۔ حساب اور ریاضی میں ہمارا جواب نہیں ہے سائنس اور نظریاتِ عالم پر دستگاہِ کمال حاصل ہے۔ اس کے بعد بھی اگر آپ ڈھکوی کُنویں میں اصول الشریعة کے مینڈک بنے رہیں۔ اور اِس نا ہنجار ڈھکن کو اتار کر نہ پھینکیں تو بتائیے کہ ہم اور کیا کریں؟ بتائیے کہ مندرجہ بالا اسکیم میں کوئی بات ایسی ہے؟ جس پر ہر امیر وغریب وفقیر عمل نہ کرسکے؟ کوئی کام ایسا ہے؟ جس کے لئے کسی خاص ملکوتی قوت کی ضرورت ہے؟ کوئی جملہ یا کوئی لفظ ایسا ہے؟ جس کو سمجھانے یا جائز و ناجائز بتانے کے لئے کسی مجتہد سے فتویٰ مانگنا پڑے؟ یہ صرف آپ کے کرنے کا کام ہے۔ یہ سب کچھ محمد وآلِ محمد اور امام عصر علیھم السلام کو پسند آنے والی باتیں ہیں۔ اور گواہ رہئے کہ ہم نے آپ کی نصیحت میں زیادتی تو کی ہے کمی نہیں کی ہے۔

(ب) قارئین سوچ رہے ہوں گے کہ سیدزادی کے نکاح کا مسئلہ بیان کرنے کے بجائے مالی مسائل چھیڑ دیئے گئے۔ ذرا سوچئے کہ مسئلہ معلوم ہوجانے کے بعد بھی تو سرمایہ اور مال کی ضرورت برقرار رہتی ہے۔ یہ مال ہی ہے جسکے نہ ہونے سے آج بھی ملک میں کئی ہزار سیدزادیاں اور غیر سید شریف زادیاں گھر میں محنت ومزدوری کر کے اور صبر کر کے تیس سال سے تجاوز کر چکی ہیں۔ سید تو ماشاءاللہ سید ہیں۔ غیر سید بچیوں کو بھی شوہر بننے والا کوئی نہیں ملا ہے۔ ملک میں لاکھوں اچھوت صرف اس لئے عیسائی بنتے ہیں کہ مال نہیں ہے اور بچیاں جوان ہیں۔ ہم ہمیشہ اصلاحی اسکیم پر کاربند رہتے چلے آئے ہیں۔ اس بحث میں تو ہمیں الجھایا گیا ہے۔

جب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والوں کی داستان سنائی گئی۔ مجبوراً ہمیں بھی علامہ ڈھکو کے سامنے آنا پڑا۔ ورنہ ہم ہر اس بحث کا ستیاناس کر چکے ہیں جو مومنین کے عقائد اور پوزیشن کو ڈانواڈول کرتی ہو۔ اور اب بھی مومنین کے خیال سے اپنی ضخیم ترین کتاب میں سے چند ایسے اصول پیش کرنا چاہتے ہیں جو حرام کو حلال کرنے والوں کا منہ بند کرسکیں۔ تفصیلات اور مزید سوالات وشکوک وشبہات کے مفصل جواب کے لئے مذکورہ کتاب کی اشاعت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ البتہ ہم ہر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب خطوط میں دے سکتے ہیں۔ اور وہ جوابات ماہنامہ ''البشر''۔ میں آپکی نظر سے گذر سکتے ہیں۔

1۔ قرآن کریم اور ازواج النبیؐ

قرآن کریم نے جہاں انسانی ضابطۂ حیات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مکمل اور ہمہ گیر راہنما بتایا ہے۔ وہاں ان کی راہ نمائی میں خانوادہ رسولؐ کو قیامت تک کے لئے برابر کا شریک قرار دیا ہے۔ تاکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو زندگی کے ہر دور، ہر عمر اور ہر صنف اور ہر طبقہ کے لئے معصوم وبے خطا نمونۂ زندگی ملتا چلا جائے۔ اور انسان

ان نمونوں کے قدم بہ قدم چل کر بے روک و بلالغزش ترقی کرتا چلا جائے۔ بچوں کے لئے الگ الگ معصوم نمونے خانوادۂ رسولؐ میں ملیں گے۔ جوانوں، بوڑھوں اور مستورات کے لئے پاک وپاکیزہ بے مثل افراد کی زندگیاں سامنے ہیں۔ شادی شدہ اور دوشیزہ بچیوں کے لئے حیرت انگیز کارنامے مرتب و مدوّن موجود ہیں۔ خوشحالی کی شادیاں بھی ملیں گی۔ غربت، مسافرت اور ایام مصیبت میں انجام پانے والی شادیاں بھی ریکارڈ میں ہیں۔ الغرض انسانوں پر گذرنے والی کوئی حالت ایسی نہیں ہے۔ جس کے لئے خانوادۂ رسوؐل سے راہ نمائی اور مکمل دستورالعمل نہ مل جائے۔ جب قرآن کریم کی روشنی میں خانوادۂ رسولؐ کے نمونے تیار کئے جارہے تھے۔ اس وقت یہ بتایا کہ خانوادۂ رسولؐ میں ازوؐاج رسوؐل کو کیسا ہونا چاہیئے؟

اللہ نے فرمایا کہ۔ ''اے نبیؐ کی عورتو تم کسی ایک عورت کی بھی مانند نہیں ہو''۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔
(سورہ احزاب 33/32)

اوران ہی کے لئے یہ بھی فرمایا کہ:۔

۔''اے نبیؐ کی عورتو تم میں سے جوکوئی ...... کرے گی تو اس کو دوگنا عذاب دیا جائے گا اور تم میں سے جو کوئی خود کو اللہ و رسولؐ کے سپرد کر کے اصلاحی اعمال بجالائے گی تو ہم اسے اس کا دودفعہ اجر عطا کریں گے۔ اور مفید سامان اس کے لئے تیار رکھیں گے''۔

''يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ.....
وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا O
(سورہ احزاب 31-33/30)

2۔ ازواج رسوؐل کو عورتوں میں بے مثل و بے نظیر ہونا چاہیئے؟

(الف) **ازواج رسوؐل کیسی تھیں؟** اس پر قرآن کریم اور علمائے کرام نے کافی روشنی ڈالی ہے اور اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں ہے۔ ہم تو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ازواج رسوؐل کو یا خانوادۂ رسولؐ کے اندر والی عورتوں کو کیسا ہونا چاہیئے؟ کہ اِس اَلنبیؐ کی عورتوں کو قیامت تک پیدا ہونے والی عورتوں میں سے کسی ایک عورت کی مانند بھی نہیں ہونا چاہیئے۔

سوال یہ ہے کہ اس مخصوص نبیؐ (اَلنّبیؐ) کی عورتیں یا بیویاں کیوں بے مثل و بے نظیر ہونا ضروری ہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ رسولؐ اور نبیؐ خود بے مثل و بے نظیر ہے اور تمام انبیاءؑ ورسل علیہم السلام میں سے کوئی رسوؐل یا نبیؑ آنحضرتؐ جیسا نہیں ہے۔ کسی کی راہ نمائی اور رسالت ایسی ہمہ گیر وازلی وابدی نہیں ہے۔ تمام انبیاءؑ تمام ملائکہ اور جنّ وانس اور حیوانات ونباتات وجمادات اُن حضرؐت کی ہدایت کے محتاج ہیں اور اُن سب پر واجب ہے کہ وہ آنحضرؐت کی اور خانوادۂ نبوّت کی تعظیم وتکریم کریں۔ اگر حضرت مریم وہاجرہ وسارہ علیھنّ السلام خانوادہ محمد مصطفیٰؐ سے افضل ہوں؟ تو شان ختمیؐ مرتبت بڑھتی نہیں گھٹتی ہے۔ اس گھر کی بہو بیٹیاں تو ایسی ہونی چاہیں جن کی خدمت پر جناب مریمؑ فخر کریں۔ جن کے روبرو ملائکہ جبرئیلؑ ومیکائیلؑ

دست بستہ غلاموں کی طرح کھڑے ہیں۔ جو اس گھر کے بچوں کو کھلائیں اور دیگر خدمات انجام دیں۔ یہ فطری اور دینی ضرورت اس گھر میں وہ عورتیں ہوں کہ جن کی مثال تمام نوع انسان میں نہ ملے جو خود ہی اپنی مثال ہوں۔ اور چونکہ نسل عورتوں سے چلتی ہے اس لئے ازواج نبیؐ کا بے مثل و بے نظیر ہونا اور بھی ضروری ہے۔ تا کہ اُن سے پیدا ہونے والی اولاؐد بھی بے مثل و بے نظیر ہو، معصوؐم ہو۔ اور خدا کی طرف سے ایک معجزاتی و کائناتی نمونہ ہو۔

(ب) **سورۂ احزاب میں مذکورہ جن ازواجِ نبیؐ کو یہ معیار بتایا گیا ہے۔** لازم ہے کہ انہیں یہ معیار اس حالت میں بتایا جائے جب کہ خانوادۂ رسولؐ میں کوئی عورتؐ پہلے سے مذکورہ معیار کا نمونہ موجود ہو۔ تا کہ زیر ہدایت عورتیں اس معیاریؐ عورت کو دیکھ کر خود کو اس کے مقام کی طرف بلند کر سکیں۔ اور اگر ایسا عملی نمونہ موجود نہ تھا؟ اور خاندان نبوتؐ میں کوئی بھی عورت بے مثل و بے نظیر اور معیار قرآن پر پورا اترنے والی نہ تھی؟ تو اللہ ایسا حکم ہرگز نہ دے سکتا تھا جس پر عمل ناممکن ہو۔ نہ انہیں طلاق دے کر رخصت کر دینے کی دھمکی دینا جائز تھا (33/28) لیکن وہیں ان ہی آیات میں معیاری نمونہ کی عورؐت کا وجود ثابت ہے۔ جو احسان کو وظیفہ بنائے ہوئے، اپنا تن من دھن، ظاہر و باطن جان و مال و اولاد کو اللہ و رسوؐل کو سپرد کئے ہوئے ہے (33/29، 33/31) ۔ جس کی زبان سے نکلنے والی کوئی بات حق کے خلاف نہیں ہوتی (33/32) جو اپنے گھر میں نماز زکوٰۃ و واجبات کی ادائیگی اور اطاعت خدا و رسولؐ میں ہمہ وقت مصروف ہے اور جسے اللہ نے پاک و پاکباز رکھنا طے کر رکھا ہے۔ جس سے ہمہ قسمی ناپسندیدہ چیزوں کی نفی کی جا چکی ہے (33/33) اور جس کی مثال دے کر ازواجِ نبیؐ کو گھروں میں رہنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ باہر نکلنے اور عام عورتوں کے طرز حیات سے منع کیا گیا۔ تقویٰ، بات چیت کا طریقہ اور نماز و عبادت اور خانوادہ نبوتؐ کے طرز پر تلاوت اور ذکر خداوندی کی تاکید کی گئی ہے (احزاب 33/28-34)۔ بہر حال ان آیات میں اتنا تو بلاشک وشبہ ثابت ہے۔ کہ نبیؐ کی ازواج کو عام عورتوں اور خاص عورتوں بلکہ عورتوں کی نوع سے بلند تر و عظیم تر ہونا چاہئے۔ اور چونکہ یہ معیار اللہ نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ نبیؐ کی ازواج میں ایسی عورت یا عورتیں موجود ہوں۔ ورنہ اللہ کے خود قائم کردہ معیار پر آنحضرؐت کو ناکام ماننا پڑے گا۔ لہٰذا تاریخ اور قرآن سے جناب خدیجہ اور جناب فاطمۃؐ الزہراء سلام اللہ علیہما ہی وہ عورتیں ہیں جن پر خانوادۂ نبوؐت کی تعمیر اور تاسیس ہوتی ہے۔ اور انہیں روز مباہلہ مشخص کر دیا گیا تھا۔ اور قیامت تک نوع انسان کی ہدایت اور قرب خداوندی دلانے کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔

(ج) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقی طور پر وابستہ حضرؐات کا جو مقام ہے۔ اُس کا احترام ثابت کرنے کے لئے ازواج نبیؐ کی حرمت و مقام کو بلند کرنے کا جو اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کی انتہا یہ تھی کہ ان ماہرین نفسیات و سیاسیات کی اسکیم کو ختم اور تباہ

کرنے کے لئے وہ راستہ ہی بند کر دیا جس سے کوئی شخص خانوادۂ نبوتؐ میں شرکت کے لئے داخل ہو سکے اور یہ کہہ سکے کہ دیکھو وہی عورت میری زوجہ ہے جو ایک روز آنحضرتؐ کے خانوادہ میں یا نبیؐ کی ازواج میں شامل تھی۔ چنانچہ اللہ نے بڑے اہتمام ودلائل کے ساتھ چند احکامات دیئے ہیں۔ **چنانچہ وہی سورۂ احزاب کہتی ہے۔**

1۔کوئی مومن کہلانے والا شخص بلا نبیؐ کی اجازت کے نبیؐ کے کسی بھی گھر میں ہرگز اور کبھی بھی داخل نہیں ہوسکتا۔ 2۔اور یہ اجازت بھی صرف اس صورت میں اور صرف ان مردوں کو ہوگی جن کو خود رسولؐ اللہ کھانے کی دعوت دیں۔	يَآ يُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡذَنَ لَـكُمۡ اِلٰى طَعَامٍ غَيۡرَ نٰظِرِيۡنَ اِنٰٮهُ وَلٰـكِنۡ اِذَا دُعِيۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡنِسِيۡنَ لِحَدِيۡثٍ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ يُؤۡذِى النَّبِىَّ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ وَاللّٰهُ لَا يَسۡتَحۡىٖ مِنَ الۡحَـقِّ وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔـلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰ لِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَـكُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰ لِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا O اِنۡ تُبۡدُوۡا شَيۡـئًا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا O (احزاب 33/53-54)

3۔اور یوں بلائے جانے والے لوگ بھی کھانا تیار ہو جانے کے بعد بُلانے پر آئیں گے نہ کہ کھانا پکنے کے دوران دھرنا دے کر بیٹھ جائیں اور ڈھکن چپن اتار کر برتنوں کا ملاحظہ شروع کر دیں۔ 4۔چنانچہ جب بلایا جائے تو گھر میں آؤ اور کھانا کھاتے ہی پھٹّا کھاؤ۔ 5۔یہ نہیں کہ وہاں انس ومحبت کے رنگین فسانے چھیڑ دو۔ 6۔یقیناً ماضی میں تم لوگوں کی یہی اُنسیت خیز باتیں جو تم رسولؐ کی بیویوں سے کرتے تھے نبیؐ کو سخت اذیت پہنچاتی تھیں اور وہ اپنے ناموس کے متعلق کھل کر بات کرنے سے شرماتے تھے۔لیکن اللہ حق وباطل کو ظاہر کرنے میں شرماتا نہیں ہے۔ 7۔اور اگر تمہیں کچھ مال طلب کرنا ہو تو نبیؐ کی ازواج سے دور رہ کر پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔ 8۔نبیؐ کی ازواج کے ساتھ مذکورہ سلوک کرنا تمہارے دلوں کو اور ان کے دلوں کو پاک کرنے کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔ 9۔اور تمہارے لئے کسی طرح یہ جائز نہیں ہے کہ نبیؐ کی ازواج سے مذکورہ عمل درآمد قائم رکھ کر رسولؐ اللہ کو اذیت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم نبیؐ کی ازواج سے تا قیامت نکاح کرو۔تمہارے آج تک کے وہ سب ارادے اور اعمال اللہ کے نزدیک عظیم ترین منصوبہ تھے۔ 10۔خواہ تم اعلانیہ اسے ظاہر کرتے رہو یا پوشیدہ رکھو اللہ یقیناً ہر چیز کا علیم وعالم ہے۔

3۔خانوادۂ نبوّت کی عورتوں سے نکاح تا قیامت حرام ہے؟

ہماری مفصل کتاب میں قرآن کریم کی سینکڑوں آیات ازواج النبیؐ اور بنات النبیؐ سے مناکحت اور اس جیسے تمام تعلقات کو حرام ثابت کرنے کیلئے موجود ہیں۔لیکن یہاں سورہ احزاب کی یہ دونوں آیتیں (33/53-54) نہایت واضح الفاظ میں یہ بتاتی ہیں کہ مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ موجود تھا۔ جو کہ رسوؐل اللہ کی زندگی ہی میں رسولؐ اللہ کی بعض ازواج سے نکاح کرنے کی اسکیم چلا رہا تھا۔اور چاہتا تھا کہ ازواج نبیؐ سے ایسے تعلقات جاری رکھے جن سے صورتِ حال مشکوک ہوجائے۔ (سورہ نور 24/9-11 اور آنحضرتؐ تنگ آ کر متعلقہ ازواج کو طلاق دے دیں۔ چنانچہ مذکورہ اسکیم کے مطابق حالات کو حد بھر مشکوک کیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ازواج رسوؐل کو طلاق کی دھمکی دی۔انہیں بتایا کہ ازواج اور نبیؐ کی عورتوں کو بے مثل و بے نظیر بننا چاہئے۔فعل حرام پر دوگنے عذاب کی اطلاع دی۔انہیں اس گروہ کی ہمت افزائی سے روکنے کیلئے محبت انگیز گفتگو سے منع کیا گیا اور گھروں سے باہر نکلنے کی ممانعت کردی گئی۔(سورہ احزاب 33-33/28) اور جب وہ گروہ رسولؐ کے مکانات کے اندر بھی اپنا اثر ونفوذ قائم کر رہا تھا۔تو تمام ایمان لانے والوں پر خانوادۂ رسولؐ میں داخلہ بند کردیا گیا۔ قیامت تک اس خانوادہ کی عورتوں سے نکاح حرام ہوگیا۔جنسی موانست کی باتیں کرنا گناہ کبیرہ قرار پا گیا۔اور ظاہر ہے کہ اس خانوادہ کے دامادوں کو خانوادہ کے مکانوں کے اندر اپنی ازواج سے ازدواجی تعلقات اور پیار ومحبت کی باتیں کرنے سے نہیں روکا جاسکتا تھا۔ وہ تو پہلے سے ان گھروں میں رہتے تھے۔یہ بات صرف خانوادہ سے باہر کے مسلمانوں کے لئے فرمائی گئی ہے۔وہ ہرگز رسولؐ اللہ کے خانوادہ میں نکاح نہیں کرسکتے۔اس خاندان کی عورتوں کے محرم نہیں ہوسکتے۔اس خاندان کی مستورات کا پردہ بحال رکھنا انکے فرائض میں سے ہے حتیٰ کہ نبیؐ سے متعلق کسی گھر میں بلا اجازتِ نبویؐ داخل نہیں ہوسکتے۔لہٰذا نکاح تو تعلقات کی آخری حد ہوتی ہے۔ہمیں تو قرآن سے کوئی ایسی آیت بھی نہیں دکھائی جاسکتی جس سے نبیؐ کی ازواج یا بیٹیوں سے ملنے کیلئے نبیؐ کے گھر میں بلا اجازت نبویؐ داخلہ جائز ہوجائے۔

4۔نبیؐ کی بیٹیوں کو کس دلیل سے باقی مسلمانوں پر حرام کیا گیا؟؟

<u>**پہلی دلیل:۔**</u> سورہ احزاب کی آیت (33/53) نے جن مومنین پر ازواج رسوؐل کو حرام کیا ہے وہی آیت بیٹیوں کو غیروں پر حرام کرتی ہے۔<u>**اس لئے کہ ازواجِ رسولؐ قیامت تک حرام کی گئی ہیں**</u>۔حالانکہ ازواج چند سال تک دنیا میں رہیں۔ان کے لئے لفظ <u>اَبَداً</u> بلاضرورت ہے۔یہ کہہ دینا کافی تھا کہ:۔

اور یہ کہ اسؐ کے بعد اسؐ کی ازواج سے نکاح نہ کروگے۔تا قیامت یا بعد تک

وَلا اَنْ تَنكِحُوا اَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ

(ابداً) کی قیداور پابندی لگا دینے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔کہ قیامت تک یا تو ازواجِ رسولؐ اس طرح زندہ اور قابل نکاح موجود رہیں گی کہ لوگوں کے لئے نکاح کر لینا ممکن رہے۔یا ازواجِ رسوؐل کا کوئی جز اس طرح باقی رہتا چلا جائے گا جس سے نکاح کرنا قیامت تک حرام رکھنے کا حکم صحیح ثابت ہو۔

دوسری دلیل:۔اور یہ کہ تمام اہل مذاہب جانتے ہیں کہ جس شخص پر ماں سے نکاح حرام ہوتا ہے۔اُس پر اُسی ماں کی تمام بیٹیاں اورنواسیاں وغیرہ بھی حرام ہوتی ہیں اور یقیناً بیٹی اپنی ماں کا جزو ہوتی ہے اور ماں جائی سے نکاح کر لینا یزید کے سوا کسی اورشریف آدمی سے متوقع نہیں ہے اور یہ بات بھی گذشتہ آیات (33/6) میں ثابت ہو چکی ہے کہ مومن مردوں کے لئے ازواجؓ رسولؐ ماں ہیں اوراحترام وحرمت میں ماں سے بڑھ کر ہیں اور یہ کہ:۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ.......الخ (33/6)

۔’’یہ نبیؐ تمام مومنین کی جانوں سے زیادہ حکومت واختیار کا مالک ہے۔اور نبیؐ کی ازواجؓ مومنین کی مائیں ہیں اورازواج کے رحموں (بچہ دانیوں) سے تعلق رکھنے والے کتابِ خداوندی میں آپس میں ایک دوسرے پر حکومت واختیار میں زیادہ ہیں۔مگر تمام باقی مومنین اورمہاجرین سے حکومت واختیار میں سب سے بڑھ کر ہیں‘‘۔

یہ آیت واضح الفاظ میں ازواجؓ نبیؐ کو مومنین کی ماں ثابت کرتی ہے اوران ماؤں کے رحم سے پیدا ہونے والوں کو مہاجرین وانصاراور ہرقسم کے مومن سے زیادہ واجب الاحترام ثابت کرتی ہے۔لہٰذا ازواجِ رسوؐل کی اولاد کا احترام تمام امت پر واجب ہے۔

تیسری دلیل:۔ لہٰذا خانوادۂ رسوؐل کی لڑکیاں اگر اُمت کے مردوں سے جائز مان لیں تو انہیں اللہ کی کتاب کے خلاف اپنے شوہروں کی اطاعت اورعزت واحترام کرنا بھی واجب ماناجائے گا۔حالانکہ ان لوگوں پر ان اولوالارحام کی اطاعت واحترام واجب تھا۔قرآن کی خلاف ورزی کر کے اس کے حکم کو اُلٹ لینا بھی حرام ہے۔لہٰذا خانوادۂ رسوؐل کی بیٹیاں امت کی بہنیں ہیں اورواجب الاحترام ہونے کی وجہ سے حرام بھی ہیں۔

چوتھی دلیل:۔ فاطمۃ زہراء علیھا السلام خانوادۂ رسوؐل کی نمائندہ عورت ہیں

جیسا کہ عرض کیا گیا تھا کہ اس وقت کی موجودہ ازواجؓ رسولؐ کے لئے ایک ایسی عورت موجود ہونا چاہیے جو ازواجِ رسولؐ کے لئے بے مثل وبے نظیر ہونے کا عملی نمونہ ہو۔جو یہ ثابت کرے کہ نبیؐ کے گھر میں بے مثل وبے نظیر زوجہ موجود رہی اور اس سے بے مثل وبے نظیر لڑکی یا بیٹی بھی پیدا ہوئی تھی۔یہی بے نظیری تھی جس کی وجہ سے آپؐ کو اللہ نے قرآن کی سند سے مذاہب

عالم کے سامنے بطور چیلنج پیش کیا تھا۔ اللہ نے نمائندگانِ مذاہب عالم سے فرمایا تھا کہ:۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ O اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۔الخ (آل عمران 62-3/61)

۔''اے رسولؐ ان سے کہہ دو کہ آؤ ہم اپنی عورتوں کو میدان مقابلہ میں بلائیں اورتم اپنی عورتوں کو لے آؤ اور ہم اپنے بیٹوں کو لائیں اورتم اپنے بیٹوں کو مدعو کرلو۔ اور ہم اپنے نفوس کو بلالیں اورتم اپنے نفوس کو میدان میں جمع کرلو۔ پھر ہم دونوں نمائندگانِ مذاہب فیصلہ کے لئے اللہ کو اختیار دے کر حق و باطل کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹوں پر اللہ کی محرومی نازل ہونے کی دعا کریں۔ اور یقیناً مقابلۂ حق و باطل کا یہ قصہ تو ہمیشہ سے سچا ثابت ہوتا چلا آیا ہے''۔

یہود ونصاریٰ اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اس آیت میں نہ بیٹیوں کا ذکر ہے نہ ازواج کی قید ہے ہر عورت مدعو ہے۔ خواہ بیٹی ہو یا بیوی ہو یا ماں ہو یا بہن ہو۔ بہرحال یہ سب عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ لیکن مقابلہ کی نوعیت یہ ہے۔ کہ مقابلہ پر آنیوالی عورت نہ صرف یہ کہ زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولی ہو۔ نہ اس سے جھوٹ بولنے کا آئندہ امکان ہو۔ بلکہ وہ عورت ایسی بھی ہو کہ خداوند عالم اسکی دعا پر فوری مہر تصدیق لگادے اور مرتبہ میں رسولؐ کے برابر کھڑی ہوسکتی ہو۔ ایسی عورت ہو جو رسوؐل کی ازواج کی نمائندگی بھی کرے۔ اور امت کی ازواج کیطرف سے بھی نمائندہ ہو جو رسوؐل کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی بھی نمائندہ ہو اور اُمت کی مائیں بہنیں اور بیٹیاں بھی اس پر فخر کریں۔ ایسی عورت دنیا میں ایک ہی گذری ہے۔ اور وہ ہے جناب فاطمہؑ بنت رسولؐ وخدیجہ سلام اللہ علیہ وعلیھم اجمعین۔ اور اسی جناب کو اُمِّ اَبِیْھَا ''اپنے باپ کی ماں'' بھی فرمایا گیا ہے۔ یہ خصوصیت اُسوقت کی ازواج رسولؐ میں موجود نہ تھیں۔ حالانکہ ایسی عورتیں موجود تھیں جو اُن ازواج سے ہر حیثیت سے بہتر تھیں۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا تھا کہ۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا O (سورہ تحریم۔ 66/5)

''اگر رسوؐل تم کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار تمہارے بدلہ میں انہیں تم سے بہتر بیویاں دے گا''۔

قارئین اس آیت کا ترجمہ علامہ مودودی سے سننا مزید لطف پیدا کریگا۔ علامہ لکھتے ہیں کہ:۔

۔''بعید نہیں کہ اگر نبیؐ تم سب بیویوں کو طلاق دیدے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے جو تم سے بہتر ہوں ۱۰ سچی مسلمان، باایمان ۱۱، اطاعت گزار ۱۲، توبہ گزار ۱۳، عبادت گزار، ۱۴ اور روزہ دار ۱۵ خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ''۔ (تفہیم القرآن جلد نمبر 6۔ صفحہ 29-26)۔

چونکہ معاملہ ازواجِ رسوؐل کا ہے۔ اسلئے علامہ نے ایک ہی آیت میں چھ (6) عدد وضاحتی نوٹس لکھے ہیں۔ ہم بھی ان کا پہلا نوٹ قارئین کو دکھانا ضروری سمجھتے ہیں لکھا ہے کہ:۔

۱۰؎ اس سے معلوم ہوا کہ قصور صرف حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ ہی کا نہ تھا۔ بلکہ دوسری ازواج مطہرات بھی کچھ نہ کچھ قصوروار تھیں۔ اسی لئے ان دونوں کے بعد اس آیت میں باقی سب ازواج کو تنبیہ فرمائی گئی ہے''۔ (ایضاً صفحہ 26)

چونکہ قرآن کی تفسیر میں مجتہدین کے لئے جھوٹ بولنا جائز رہا ہے۔ اس لئے علامہ نے یہاں اپنی اجتہادی قوت سے لفظ۔''سب ازواج''۔ لکھ دیا ہے۔ بہر حال سب ازواج قصوروار تھیں یا نہیں؟ اور وہ قصور کیا تھا؟ اس سے ہماری گفتگو کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری بات قرآن سے ثابت ہے کہ میدان مباہلہ ہو یا خانوادۂ رسولؐ کے گھروں کی چار دیواریاں ہوں۔ یا کائنات کی تمام وسعتیں ہوں۔ حضرت خدیجہ کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہما سے بزرگ تر و بے مثل و بے نظیر کوئی عورت موجود نہ تھی۔ یعنی یہیؐ وہ معیار تھیں جسے نمونہ بنانے کی تاکیدیں ازواج رسوؐل کو قرآن کرتا رہا اور وہ بقول مودودی اور قرآن کریم سورہ تحریم کے نزول (۹ھ) تک برابر قصوروار رہتی چلی گئیں۔

پانچویں دلیل:۔ قارئین غور فرمائیں کہ جن ازواج رسولؐ کا یہ حال قرآن بیان کرے اور علامہ مودودی اور تمام علمائے اسلام اس حال کی تصدیق کریں اور اللہ نے جن کو ایسا سرٹیفیکیٹ قرآن میں دیا ہو کہ علامہ مودودی اس کی تصدیق کرنے میں مفسرین سے لے کر صحابہ کرام تک پہنچتے ہیں۔ چنانچہ ہم قارئین کی تصدیق کے لئے یہ ساری محنت دکھاتے ہیں۔

(الف) اللّٰہ کا سرٹیفیکیٹ:۔ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (66/4)

(ب) علامہ مودودی کا ترجمہ:۔ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

(ج) **علامہ مودودی کا سرٹیفیکیٹ:۔** اصل الفاظ **فَقَدْ صَغَت قُلُوْبُكُمَا**۔'' صَغُو عربی زبان میں مڑ جانے اور ٹیڑھا ہو جانے کے معنی میں بولا جاتا ہے''۔ (مودودی کا بیان جاری ہے)

(د) **شاہ ولی اللہ کا ترجمہ:۔** شاہ ولی اللہ صاحب نے اس فقرہ کا ترجمہ کیا ہے۔ ''ہر آئینہ کج شدہ است دِلِ شما''۔

(ہ) **اور شاہ رفیع الدین کا ترجمہ:۔** ۔''کج ہو گئے دل تمہارے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ ابن عباسؓ، سفیان ثوریؒ اور ضحاکؒ نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔

(و) **صحابہ کا سرٹیفیکیٹ:۔** ''یعنی تمہارے دل راہ راست سے ہٹ گئے ہیں''۔ ''زَاغَتْ قُلُوْبُكُمْ''۔

امام رازی اس کی تشریح میں کہتے ہیں۔

(ز)امام رازی کا سرٹیفیکیٹ:۔

عدلت ومالت عن الحق وهوالحق الرسول صلى الله عليه وسلم ۔

۔''حق سے ہٹ گئے ہیں اور حق سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔

اور علامہ آلوسیؒ کی تشریح یہ ہے۔

مالت عن الواجب من موافقته صلى الله عليه وسلم بحُبِّ ما يحبه و كراهة مايكرهه الٰى مخالفتهٖ

علامہ آلوسی کا سرٹیفیکیٹ:۔

یعنی۔''تم پر واجب تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ پسند کریں اسے پسند کرنے میں اور جو کچھ آپ ناپسند کریں اسے ناپسند کرنے میں آپؐ کی موافقت کرو۔مگر تمہارے دل اس معاملہ میں آپؐ کی موافقت سے ہٹ کر آپؐ کی مخالفت کی طرف مڑ گئے ہیں''۔(تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 23-22)

اس تحقیق شدہ مخالفت کے باوجود بھی ازواج رسولؐ کا احترام واجب سمجھا گیا ہے۔اور علامہ مودودی نے بلاقرآن کی سند کے ہر جگہ ''ازواج'' کے ساتھ لفظ ''مطھرات''یعنی پاکیزہ لکھا ہے۔یہ صرف اِسی لئے ہے نا؟ کہ ان کو آنحضرتؐ کی ازواج ہونے کی عزت ملی تھی؟ اب سوچنا یہ ہے کہ جب حضوؐر سے نکاح اس قدر محترم بنا دیتا ہے۔تو ان کی بیٹیوں اور بیٹوں کا کیا مقام ہوگا؟ جن میں خود رسولؐ اللہ کا اپنا خون گردش کرتا تھا؟ جن کو اپنے قلب کا ٹکڑا ہونے کی زبانی وفطری سند دی گئی تھی؟ جن کا گوشت پوست خود آنحضرؐت کا گوشت پوست تھا؟ جب اُن کی ازواؔج سے کسی غیر مرد کا نکاح حرام ہے؟ تواُن کی بیٹیوں سے خانوادۂ رسولؐ کے علاوہ کیسے کوئی اور شخص نکاح کرسکتا ہے؟ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ قرآن کے حکم کے مطابق کوئی غیر مرد نہ رسوؐل کی بیٹیوں کا ہم پلّہ اور کفو ہوسکتا ہے اور نہ وہ کسی کمتر اور غیر شخص کی اطاعت کرسکتی ہیں۔لہٰذا غیر سید کا سیدزادی سے نکاح حرام ہے۔ اس لئے کہ وہ رسوؐل کی بیٹیاں ہیں اور ان میں رسولؐ اللہ کے خون کے ذرّات موجود ہیں۔اور جب کہ اللہ وقرآن کے ساتھ ساتھ آنحضرتؐ نے خود تصریح فرمادی ہو کہ:۔

<u>5۔ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں</u>

وَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ اَتَزَوَّجُ فِيْكُم وَاَزْوَاجُكُمْ اِلَّا فَاطِمَةُ ۔ فَاِنَّ تَزْوِيْجَهَا نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (من لا يحضره الفقيه كتاب النكاح)

(1)رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں کہ میں تم میں اور تمہاری ازواج میں نکاح کرتا ہوں۔صرف اس لئے کہ میں بشریت میں تمہاری مثل ہوں۔سوائے فاطمہؑ کے وہ اس بات

سے مستثنیٰ ہے۔ان کی تزویج اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

(2)اورفرمایا کہ اگر اللہ نے فاطمہؑ کو علیؑ کے لئے پیدا نہ کردیا ہوتا ؟ تو اس کرۂ ارضی پر کوئی آدم زاد اس کی شوہریت کیلئے ہم سر یا کفو نہ ہوتا علیؑ کے علاوہ۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلام لَوْ لااَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ مَاكَانَ لَهَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ كفو آدمٌ مِنْ دُوْنِهِ (ايضاً) وَنَظَرَ النَّبِيُّ اِلٰى اَوْلَادِ عَلِيٍّ و جعفرٍ عَلَيْهُمَا السَّلام فَقَالَ بَنَاتُنَا لِبنينا و بَنُوْنَا لِبَنَاتِنَا۔وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْمُؤْمِنُوْن بَعْضُهُمْ اكفاء بَعْض۔

(الفقيه كتاب النكاح باب اكفاء صفحه 412)

(3)اور آنحضرتؐ نے اولاد علیؑ وجعفر علیہما السلام کے لئے یہ نظریہ قائم فرمایا کہ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کیلئے ہیں اور ہمارے بیٹوں کیلئے ہماری بیٹیاں ہیں''۔اور

(4)امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خانوادۂ رسولؐ کے علاوہ باقی مومنین (المومنون) آپس میں بعض بعض کے کفو ہیں یا نکاح کے لئے ہم سر ہوتے ہیں''۔ (ایضاً صفحہ 412)

اگر کوئی شخص واقعی مومن ہے؟ اور قرآن وحدیث کے الفاظ میں ہیر پھیر کو ناجائز سمجھتا ہے؟ تو اس کے لئے یہ چند صفحات وآیات واحادیث کافی ہیں اور اگر اس سے کوئی شخص بحث ومباحثہ کرے تو پہلے نمبر پر اس سے کہنا چاہئے کہ جناب ایک آیت یا ایک حدیث ایسی پیش فرمائیں جس میں مندرجہ بالا آیات وحدیث کے خلاف یہ الفاظ موجود ہوں کہ:-

۔''علیؑ وفاطمہؑ کی نسل کی عورتیں غیر سادات سے نکاح کرسکتی ہیں یا غیر سادات علیؑ وفاطمہؑ کی نسل کی عورتوں سے نکاح کرسکتے ہیں''۔

رہ گئے خطاکار لوگوں کے فتاویٰ اور غیر معصوم علماء کے احکام؟ وہ قرآن وحدیث کے بغیر ناقابل اعتناء اور مردود ہوتے ہیں۔اور دوسرے نمبر پر وہ مثال طلب کریں جس میں مندرجہ بالا نظریہ کے خلاف کسی امام معصومؑ نے حکم دیا ہو۔یا خود اپنی بیٹی بہن وغیرہ کو غیر سید سے جائز کیا ہو۔اور پھر اسے یہ عملی صورت دکھادیں کہ جہاں باقاعدہ یہ مسئلہ عملاً طے کیا گیا ہے۔

چنانچہ ایک خارجی جناب ہشامؒ بن حکم سے سوال کرتا ہے:-

۔''اے ہشام تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ کیا عجم کے باشندے مسلمان عربوں میں نکاح کرسکتے ہیں؟ ہشام نے کہا کہ ہاں ہاں کرسکتے ہیں۔پھر پوچھا کیا عرب کے مسلمان قریش میں نکاح کرسکتے ہیں؟ جواب ملا کہ ہاں ہاں۔پھر دریافت کیا کہ کیا قریش بنی ہاشم میں نکاح کرسکتے ہیں؟ پھر بھی کہا کہ ہاں کرسکتے

لقى هَشام بن الحكم بعض الخوارج فقال .يا هشام ماتقول فى العجم يجوز ان يتزوَّ جُوا فى العرب ؟قال: نعمْ ،قال فالعرب يَتزوَّ جُوا مِنْ قُرَيش ؟قال: نَعم۔قال: فقريش يَتزَوّجُوافى بنى هاشم؟ قَالَ:نَعَمْ۔ قال: عَمَّنْ اَخذْتَ هٰذَا ؟قال :عن جعفرٍ بن محمدٍ سَمِعْتُهُ يقُول

ہیں۔اب اس نے پوچھا کہ تم نے یہ جوابات کس سے حاصل کئے ہیں۔کہا کہ امام جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے جنہیں میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ خون کے معاملہ میں ایک دوسرے کے کفو (ہمسر) ہو لیکن فروج (جنسی تعلقات) کے معاملہ میں کفو نہیں ہو۔کہتے ہیں کہ وہ خارجی اٹھا اور سیدھا امام جعفرؑ صادق علیہ السلام کے پاس پہنچا۔اور بتایا کہ میں ہشام سے ملا تھا اور میں نے یہ یہ سوالات کئے اور انہوں نے ایسے ایسے جوابات دیئے اور یہ بھی کہا کہ یہ جوابات اس نے آپؑ سے سنے ہیں۔حضورؑ نے فرمایا کہ صحیح ہے میں نے ایسا کہا ہے۔چنانچہ اس خارجی نے کہا کہ یہ لو میں آپ کے خاندان میں آپ سے رشتہ (منگنی) طلب کرنے کے لئے حاضر ہوں۔آپؑ نے فرمایا کہ تم اپنی قوم میں نسلی خون اور خاندانی وجاہت میں کفو ہو (شادی نکاح کے لئے فٹ ہو)

اتتکا فا دمائکُمْ ولا تتکافا فروجکم ۔ قال: فخرج الخارجی حتّی اتی اباعبداللّٰہ علیہ السلام۔ فقال اِنّی لَقِیْتُ ھشامًا فسأَلتہ عن کذا فَاَ خبرُنی بکذا وکذا وذکر اَنّہٗ سمعہٗ مِنک ۔قالَ: نعم ۔قَدْ قُلْتُ ذٰلکَ ۔ فقال الخارجی فھا اناذا قَدْ جِئتُکَ خاطباً ۔فقال لہ ابو عبداللّٰہ علیہ السلام اِنَّکَ لکُفُوٌفی دمکَ وحَسْبِک فی قومِکَ وَلکِنَّ اللّٰہ عزّوجلَّ صَانِنَاَ عن الصّدقۃِ وھِیَ اوساخ ایدی النّاس ۔فنکرہ ان نشرک فِیْمَا فَضَّلنَا اللّٰہ بہ مَنْ لَمْ یَجْعَل اللّٰہ لہٗ مثل ماجعل اللّٰہ لِنا ۔ فقام الخارجی فھو یقول تاللّٰہ مَارَأَیْتُ رَجلاً مثلہ قط رَدَّنِیْ وَاللّٰہِ اَقْبَح رَدٍّ وَمَا خَرَجَ مِنْ قَوْلِ صَاحِبِہٖ۔

(فروع کافی کتاب النکاح جلد 5 صفحہ345طبع طھران)

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں صدقہ سے محفوظ رکھا ہے۔اور صدقہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہوتا ہے۔چنانچہ جس فضل و بزرگی میں اللہ نے ہمیں مخصوص درجہ عطا کیا ہے۔اس میں کسی ایسے شخص کو شریک کرنا ہمیں ناپسند ہے۔جسے اللہ نے خود ہی ہماری مثل فضیلت نہ دی ہو۔یہ سن کر وہ خارجی اٹھا اور یہ کہتا ہوا چل دیا کہ خدا کی قسم میں نے آج تک اس شخص کے مانند کوئی اور مرد قطعی نہیں دیکھا۔اس نے تو مجھے بدترین شکست دے دی اور اپنے مُبلّغ کے قول کو بھی بحال رکھا ہے۔

6۔سیدزادی کی موت غیرسید کی زوجیت سے بہتر ہے

اب ہم قارئین کو ایک دردناک تاریخی قصہ سنا کر اس کتابچہ (مضمون) کو ختم کئے دیتے ہیں۔یہ قصہ ان سیدوں اور سیدزادیوں کو ہمت عطا کرے گا جو انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔یہ دردانگیز داستان کتاب منتھی الامال وغیرہ سے لکھی جارہی ہے۔حضرت زید شہید علیہ السلام کی شہادت کے بعد حکومت نے زیدؑ کے پورے خاندان کو گرفتار کر کے قید خانوں میں ڈال دیا تھا۔حضرت زیدؑ نے اپنے بعد اپنے تیسرے بیٹے جناب عیسیٰؑ کو اپنی تحریک کا سربراہ بنایا تھا۔اور وہ زیرزمین (UNDER GROUND) کام کر رہے تھے۔ان کو گرفتار

کرنے اوران کی جائے پناہ معلوم کرنے کے لئے ہی خاندان گرفتار ہوا تھا۔چنانچہ ہم ابوالفرج کے بیانات کا ترجمہ سناتے ہیں۔ وہ کتاب مذکور جلد دوم صفحہ 51 پر لکھتے ہیں کہ:۔

۔''جناب عیسیٰ بن زیدؓ ایک جلیل القدر، صاحب علم وتقویٰ اور عابد وزاہد مرد تھے۔جس زمانے میں وہ مخفی زندگی گذار رہے تھے۔یحییٰ بن حسین بن زیدؒ نے یا کتاب عمدۃ المطالب کے مطابق محمد بن محمد بن زیدؒ نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ مجھے میرے چچا عیسیٰؑ کا پتہ بتایئے۔تاکہ میں جا کر ان سے ملاقات کروں۔میرے لئے اب یہ صورت حال برداشت کرنا نہایت تکلیف دہ اور ذلت کی بات ہے کہ میراایسا بہادر اور عالم چچا موجود ہواور میں اسے دیکھ بھی نہ سکوں۔(صفحہ 52) باپ نے پتہ بتانا خطرناک سمجھا ٹالنا چاہا۔لیکن جوانی کی ضد اور خون کا جوش سنبھالا نہ گیا۔پتہ بتانا پڑا اور حد بھر تاکید واحتیاطی تدابیر بتا کر نوجوان بیٹے کو روانگی کی اجازت دے دی۔چچا کی تلاش میں چلا۔کوفہ پہنچا اوراس راستہ پر ٹہلنا شروع کیا جدھر سے چچا کے آنے کی امید تھی۔اچانک دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ باپ کے ہم شکل اونٹ کے آگے آگے مہار پکڑے ہوئے آرہا ہے۔اونٹ پر پانی کی خالی مشکیں لدی ہوئی ہیں جب انہیں دیکھا بے ساختہ منہ سے چیخ نکل گئی۔ضعیفی کا عالم اور یہ مشقت؟ بڑی قوت کے ساتھ ضبط کیا۔اور ذرا سا دُور دُور رہتے ہوئے پیچھے چلنا شروع کیا۔آخر ایک ایسا مقام آیا جہاں قطعاً تنہائی مل سکتی تھی۔دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئے اور بے قرار ہو کر رونا شروع کیا۔حیرانی کے عالم میں چچا نے سنبھالا۔تعارف ہوا۔حالات بتائے چچا نے سنایا کہ بیٹے عرصہ دراز پہلے روپوش ہو کر یہاں آیا تو ایک بڈھے سقہ کے پاس کام کرنا شروع کر دیا۔مجھے غریب سمجھ کر اس نے میری خدمات قبول کرلیں۔مجھے اپنے بیٹوں کی طرح رکھنا شروع کیا۔کچھ عرصہ کے بعد بیمار ہوا۔اور مجھ سے کہا کہ بیٹے میرے بعد یہ بڑھیا اور میری جوان بچی بے سہارا رہ جائیں گے۔تم شریف نسل کے جوان معلوم ہوتے ہو کیا تم ان لوگوں کا مستقل سہارا بن سکتے ہو؟ میں حیران تھا کہ کیا کہوں۔بہرحال مجھے ٹھکانا درکار تھا۔مروت نے زور مارا میں نے وعدہ کرلیا۔اس نے ماں بیٹی کو بلایا اور میرے سپرد کیا اور کہا کہ تم میری اس بچی کو زوجیت میں لے لو۔بیٹے مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹا پڑ رہا تھا۔غریب الوطنی کے عالم میں مجھے یہ بھی منظور کرنا پڑا۔آخر مرد ضعیف نے داعی اجل کو لبیک کہا۔اور میں نے گھر کی تمام ذمہ داری سنبھال لی۔کچھ عرصہ کے بعد ہمارے گھر میں ایک معصوم بچی نے جنم لیا۔اور اُسی دن سے میرا دل گھٹنے اور صحت بگڑنے لگی۔یا اللہ اب کیا ہوگا؟ میں انہیں بتا نہیں سکتا کہ میں سرکار دوعالمؐ کا نورنظر ہوں۔اِدھر میں تفکرات میں گھلتا رہا۔اُدھر بیٹی بچپن سے جوانی کی طرف بڑھتی رہی۔میں اُسے گود میں لیتا۔چند چیزیں بطور کہانی سناتا اور بے قرار ہو کر رویا کرتا تھا۔آخر اس نے ہمارے خاندان کی تمام صفات پائی تھیں۔وہی صورت وہی متانت وہی وقار نمایاں تھا۔سقوں کی برادری میں بچی کی شہرت اورعزت بڑھتی گئی۔اوروہ جوانی کی عمر تک آپہنچی۔میں اپنی دعاؤں میں اللہ سے اس مشکل کا حل طلب کرتا تھا۔چھپ کر دعا مانگتا تھا۔سو فیصد تقیہ کرنا

واجب تھا۔ میں اس معصوم کو دیکھ دیکھ کر کڑھتا تھا۔ بھوک بند ہو چکی تھی۔ کمزروی بڑھتی جارہی تھی۔ ایک دن وہی ہوا۔ جس کے خیال سے میری روح کانپ جاتی تھی۔ بیوی میرے پاس آئی اور بڑی ہمت کر کے کہا کہ یوں تو بچی کے رشتے جگہ جگہ سے آ رہے تھے۔ مگر کل ایک کافی آسودہ حال اور شریف خاندان کے یہاں سے پیغام آیا ہے۔ وہ یہ کہہ رہی تھی اور مجھ پر غشی کا عالم طاری ہوتا جارہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ خاموش ہوگئی۔ دوسرے روز پھر ہمت کی اور آج ہاں یا نہ کا جواب لینے پر ضد کی۔ بیٹے سوچو کہ میں کیسے اقرار کرسکتا تھا؟ اگر جان کی بات ہوتی تو اپنا تمام اثاثہ دے کر بچا سکتا تھا۔ یہ تو رسولؐ اللہ کی عزت کا سوال تھا۔ یہ جنات فاطمۃؑ الزہراء اور علی مرتضیٰ علیھما السلام کا معاملہ تھا۔ یہ ناموس خداوندی کی بات تھی۔ اگر گلا کاٹ کر مرجانے سے خاندانی عزت بچ سکتی تو مجھے دریغ نہ تھا۔ لیکن میرے مرجانے یا قربان ہوجانے سے سادات کی عزت تو نہ بچ سکتی تھی۔ آخر میں نے دل سخت کیا اور زوجہ سے کہا کہ فی الحال مجھے سوچنے کا وقت دو۔ میں خود تمہیں جواب دوں گا۔ رات کو اٹھا۔ نماز شب ادا کی اور اللہ سے دعا کی کہ خدایا اس بچی کی عزت بچالے۔ خاندان کی ذلت ورسوائی کے بجائے اس معصوم بچی کی زندگی کو ختم کردے۔ تاکہ میں اپنے بزرگوں کے سامنے سرخرو حاضر ہوسکوں۔ دعا مانگتے مانگتے سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ بچی قریب المرگ ہے۔ گھبرا کر آنکھ کھلی تو بیوی پاس کھڑی تھی۔ اس نے کہا کہ تمہاری بیٹی اچانک بیمار ہوگئی ہے۔ سخت بخار ہے چلو اسے دیکھو۔ جا کر دیکھا تو چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔ میں کیسا مصیبت زدہ باپ ہوں کہ بچی کا دم توڑنا مجھے اچھا معلوم ہورہا تھا۔ آخر چند ہچکیاں لے کر میری گود میں جان دے دی اور یوں اپنے خاندان کی عزت بچالی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۔ خدا خاندان سادات کی ہمیشہ عزت محفوظ رکھے۔ **آمین**

والسلام

السیّد محمد احسن زیدی مجتہد